سیرتِ نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں قضاء کے چند پہلو

مولانا حمزہ ظفر
فاضلِ جامعہ

اللہ جل شانہٗ نے انسانیت کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے حضور ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی بنا کر مبعو2ث فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات چونکہ قیامت کے لیے ہیں، اس لیے یہ ضروری ٹھہرا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں وہ تمام صفات وکمالات جمع ہوں، جن کی نسلِ انسانی کو ضرورت ہے۔ اس حقیقت سے کسی کو انکار نہیں کہ دنیائے عالم پر جونقوش آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارکہ نے چھوڑے ہیں، تاریخِ انسانی اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی تمام کمالات کا مجموعہ اور اور تمام صفاتِ عالیہ کا مظہر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم معلم بھی ہیں، مزکّی بھی ہیں، ہادی بھی ہیں، شارع بھی ہیں، منتظم بھی ہیں، سیاست دان بھی ہیں، جرنیل بھی ہیں، سپہ سالار بھی ہیں، معاشرت بھی آپ نے سکھائی، معیشت سے بھی آپ نے روشناس کرایا، جنگ کرنے کے طریقوں سے بھی آپ نے باخبر کیا، تجارت کے اصول بھی آپ نے بتلائے۔ بچوں کے ساتھ معاملات، بڑوں کے آداب، بیویوں کے درمیان برابری، اور بین الاقوامی تعلقات بھی آپ نے بتلائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ کے مختلف پہلو ہیں، اور وہ تمام پہلو اپنے اندر اس قدر جامعیت رکھتے ہیں کہ نسلِ انسانی کی مکمل ہدایت کا سامان ہوجائے۔ سیرت کے انہی مختلف پہلوؤں میں سے ایک پہلو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاضی ہونا بھی ہے۔ ایک کامیاب اور پرامن معاشرے کے لیے ضروری ہے کہ قوم کا قاضی عادل ہو، جو عدل وانصاف کو یقینی بنائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کون عادل ہوسکتا ہے؟

’’عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجِعْرَانَةِ وَهُوَ يَقْسِمُ التِّبْرَ وَالْغَنَائِمَ، وَهُوَ فِيْ حِجْرِ بِلَالٍؓ، فَقَالَ رَجُلٌ: اعْدِلْ يَا مُحَمَّدُ! فَإِنَّكَ لَمْ تَعْدِلْ، فَقَالَ: ’’وَيْلَكَ وَمَنْ يَعْدِلُ بَعْدِي إِذَا لَمْ أَعْدِلْ؟ ‘‘ فَقَالَ عُمَرُ: دَعْنِي يَا رَسُوْلَ اللهِ! حَتّٰى أَضْرِبَ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ’’إِنَّ هٰذَا فِيْ أَصْحَابٍ، أَوْ أُصَيْحَابٍ لَهٗ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ،

یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنِ کَمَا یَمْرُقُ السَّھْمُ مِنَ الرَّمِیَّۃِ۔''(۱)

''حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقامِ جعرانہ میں تشریف فرما تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی گود میں سے سونا، چاندی اور اموالِ غنیمت (لوگوں میں) تقسیم فرما رہے تھے، تو ایک شخص نے کہا: اے محمد! عدل وانصاف کیجیے، آپ نے عدل سے کام نہیں لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تیرا برا ہو، اگر میں عدل وانصاف نہ کروں گا تو میرے بعد کون عدل کرے گا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کے رسول! مجھے اجازت دیجیے، میں اس منافق کی گردن اُڑا دوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کے اور بھی ساتھی ہیں جو قرآن کو پڑھتے ہیں، لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترتا ہے، وہ دین سے ایسے ہی نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔''

بلاشبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر فیصلہ ہمیشہ عدل وانصاف کے لیے اعلیٰ معیار ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کی اہمیت

اللہ جل شانہٗ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسلمانوں کے مابین حکم اور فیصلہ کرنے والا بنا کر بھیجا، اور لوگوں کے ایمان کو آپ کے فیصلے پر راضی ہونے سے مشروط کردیا، چنانچہ قرآن مجید میں ہے کہ:

''فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيٓ أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا''(۲)

''پھر قسم ہے آپ کے رب کی! یہ لوگ ایمان دار نہ ہوں گے جب تک یہ بات نہ ہو کہ ان کے آپس میں جو جھگڑا واقع ہو اس میں یہ لوگ آپ سے تصفیہ کروائیں، پھر اس آپ کے تصفیہ سے اپنے دلوں میں تنگی نہ پاویں اور پورا پورا تسلیم کرلیں۔''(۳)

اور ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

''إِنَّآ أَنْزَلْنَآ إِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ أَرٰىكَ اللهُ۔''(۴)

''بے شک ہم نے آپ کے پاس یہ نوشتہ بھیجا ہے واقع کے موافق، تاکہ آپ لوگوں کے درمیان اس کے موافق فیصلہ کریں جو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتلا دیا ہے اور آپ ان خائنوں کی طرف داری کی بات نہ کیجیے۔''(۵)

نبوت سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض صفات ایسی ہیں کہ اہلِ عرب، نبوت سے پہلے بھی ان کے معترف رہے، اور

نبوت کے اعلان کے بعد بھی ان صفات کا چرچا ان کے درمیان رہا، اور کیا دشمن، کیا دوست سب ہی ان صفات کے معترف اور قائل رہے۔ ان صفات میں سے ایک صفت درست اور مبنی برحق فیصلہ کرنے کی تھی۔ نہ صرف نبوت کے بعد بلکہ نبوت سے پہلے بھی مشرکینِ مکہ اپنے مختلف جھگڑوں اور تنازعات میں آپ کے فیصلوں پر سرِ تسلیم خم کرتے رہے۔ یہی وجہ ہے کہ محض بیس سال کی عمر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امن و آشتی کے پرچار اور ظلم کے خلاف مظلوم کی دادرسی کرنے کے لیے حلف الفضول نامی معاہدے میں شریک ہوئے۔ ایسے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ملنے سے قبل جب خانہ کعبہ کی تعمیر ہوئی، اور حجرِ اسود کو نصب کرنے پر جھگڑا ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب نے حکم مان کر آپ کے فیصلے پر عمل کیا، ابو طالب نے اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اشعار پڑھے: (۶)

إِنَّ لَنَا اَوَّلَهٗ وَ آخِرَهٗ
فِيْ الْحُكْمِ وَالْعَدْلِ الَّذِيْ لَا نُنْكِرُهٗ

ترجمہ: ’’وہی ہمارے لیے اول ہیں، اور وہی ہمارے لیے آخر ہیں، اور فیصلے میں اور عدالت میں ہم ان کا انکار نہیں کرتے۔‘‘

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کرنے کا طریقہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فریقین کے ساتھ یکساں سلوک فرماتے، اور ان کے درمیان ایسا فیصلہ فرماتے تھے کہ جس سے صاحبِ حق کو اس کا حق مل جائے۔ اکثر اوقات آپ صلی اللہ علیہ وسلم فریقین میں صلح کروا دیا کرتے تھے، اور انہیں دوسرے کا حق دبانے پر خدا تعالیٰ کی طرف سے وعید سناتے تھے۔ ذیل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کرنے کے مختلف طریقے ذکر کیے جاتے ہیں:

صلح کروانا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر و بیشتر یہی کوشش ہوتی تھی کہ فریقین کے مابین صلح ہوجائے، اور خوش اسلوبی کے ساتھ معاملہ نمٹ جائے، اور اگر مصلحت دیکھتے تو ایک فریق کے حصہ میں سے کچھ کمی بھی کردیتے، تاکہ معاملہ سلجھ جائے، چنانچہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ان کا کچھ قرض ابن ابی حدرد رضی اللہ عنہ پر تھا، اور انہوں نے مسجدِ نبوی میں ان سے قرض وصول کرنے کا تقاضا کیا، اس دوران کچھ آواز بلند ہوئی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجرۂ مبارکہ کا پردہ ہٹا کر حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو آواز دی اور کچھ قرض کم کرنے کا کہا، جسے انہوں نے فوراً کم کردیا۔ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ابی حدرد رضی اللہ عنہ کو بقایا قرض ادا کرنے کا حکم دیا، یوں دونوں کے مابین نزاع دور ہوا۔ (۷)

شرعی حکم کے مطابق فیصلہ

اگر فریقین میں صلح نہ ہوسکتی تو رسول اللہ ﷺ شریعت کے حکم کے عین مطابق ان کے درمیان فیصلہ فرماتے، جیسے: ایک موقع پر ایک انصاری صحابیؓ نے حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے ساتھ پانی کے حوالے سے جھگڑا کیا، آپ ﷺ نے پہلے صلح کے طور پر تخفیف فرمائی، لیکن انصاری کے نہ ماننے پر آپ ﷺ نے شریعت کے مطابق فیصلہ فرمایا۔'' (۸)

یہاں آپ ﷺ نے ابتداء میں کچھ تخفیف والا فیصلہ فرمایا، اور علامہ آلوسیؒ لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو اشارہ بھی کیا کہ وہ کچھ تخفیف کریں، (۹) تاکہ فریقین کی رعایت ہوجائے، لیکن دوسری مرتبہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو ان کا مکمل حق دیا، اور انصاری کے حق میں بھی کوئی کوتاہی نہیں ہوئی۔

جھوٹی قسم کھانے سے ڈرانا

اگر مدعی کے پاس اپنے دعویٰ پر گواہ نہ ہوں تو مدعا علیہ سے قسم لی جاتی ہے، یہی اسلامی طریقہ ہے۔ آپ ﷺ گواہ نہ ہونے کی صورت میں مدعا علیہ کو قسم کھانے کا حکم دیتے، لیکن جھوٹی قسم کھانے پر وعید سے ڈراتے، اور یہ بھی آپ کی رحمت ہی کا ایک مظہر تھا، تاکہ انسان سمجھ جائے اور دنیا کے تھوڑے فائدے کے لیے اپنے اُخروی اور دائمی فائدے سے ہاتھ نہ دھو بیٹھے۔

ایک فیصلے کے دوران جب مدعا علیہ قسم کھانے لگا تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا:

''مَنِ اقْتَطَعَ اَرْضًا ظَالِمًا لَقِيَ اللهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ.'' (۱۰)

''جس کسی نے دوسرے کی زمین ظلم کرتے ہوئے ہتھیالی، تو وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ جل شانہ اس پہ غضبناک ہوں گے۔''

خلافِ شرع حکم کو رد کرنا

آپ ﷺ نہ صرف شریعت کے مطابق فیصلے کیا کرتے تھے، بلکہ خلافِ شریعت کیے گئے فیصلوں کو بدل کر درست فیصلہ کیا کرتے تھے، چنانچہ جب ایک موقع پر دو شخص آپ ﷺ کی خدمت میں آئے، اور وہ دونوں کسی مسئلے میں آپسی رضامندی سے فیصلہ کر چکے تھے، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا:

''لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللهِ، اَمَّا الْوَلِيْدَةُ وَالْغَنَمُ فَرَدٌّ عَلَيْكَ، وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ، وَتَغْرِيْبُ عَامٍ.'' (۱۱)

''میں تمہارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کروں گا، وہ باندی اور تمہاری بکریاں تمہیں لوٹا دی جائیں گی، اور تمہارے بیٹے کو سو کوڑے لگائے جائیں گے، اور سال بھر کی جلاوطنی ہوگی۔''

یہاں آپ ﷺ نے خلافِ شریعت فیصلے کو منسوخ کر کے عدل و انصاف کے مطابق فیصلہ فرمایا۔

نزاع ختم کرنے کے لیے ہر ممکن کوشش کرنا

آپ ﷺ فریقین میں صلح کروانے اور نزاع ختم کرنے کے لیے ہر ممکن کوشش کیا کرتے تھے، یہاں تک کہ اگر کسی معاملہ میں کوئی ذمہ داری قبول کرنے والا نہ ہوتا تو آپ ﷺ اپنی طرف سے مظلوم کی داد رسی فرماتے، چنانچہ ایک موقع پر جب عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہ کا مقتول جسم خیبر میں پایا گیا اور کسی طرح بھی اس کے قاتل کی تعیین نہ ہوسکی، اور معاملہ کسی طور نہ سلجھ سکا تو آپ ﷺ نے اپنے پاس سے ان کی دیت ادا فرمائی۔ (۱۲)

ایسے ہی آپ ﷺ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے والد کا قرض ادا کرنے کے لیے خود تشریف لائے، اور قرض خواہوں کو اپنے دستِ مبارک سے کھجوریں دیں، جبکہ اس سے پہلے قرض خواہ ان کھجوروں کے لینے سے انکار کر چکے تھے۔ (۱۳)

ظاہری حالت پر فیصلہ کرنا

رسول اللہ ﷺ فریقین کی ظاہری حالت پر فیصلہ فرماتے تھے، اور بسا اوقات وحی کے ذریعے اس فیصلے کی تائید یا اس کے بارے میں کوئی آیت نازل ہو جاتی، خود آپ ﷺ نے فرمایا:

''إِنَّكُمْ تَخْتَصِمُونَ إِلَيَّ، وَإِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ، وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ اَنْ يَّكُوْنَ اَلْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ، فَإِنْ قَضَيْتُ لِأَحَدٍ مِّنْكُمْ بِشَيْءٍ مِّنْ حَقِّ اَخِيْهِ، فَإِنَّمَا اَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِّنَ النَّارِ، فَلاَ يَأْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا.'' (۱۴)

''تم لوگ میرے یہاں اپنے مقدمات لاتے ہو اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک تم میں دوسرے سے دلیل بیان کرنے میں بڑھ کر ہوتا ہے، پھر میں اس کو اگر اس کے بھائی کا حق دلا دوں، تو میں اس کو دوزخ کا ایک ٹکڑا دلا رہا ہوں۔''

قاضیوں کے لیے ہدایاتِ نبوی

آپ ﷺ نے زندگی کے ہر شعبہ سے متعلق امت کو ہدایت دی ہیں، قضاۃ اور حاکم کو بوقتِ قضاء اور فیصلہ کرتے وقت کن باتوں کا خیال رکھنا چاہیے، آپ ﷺ نے اپنے ارشادات سے ان کے حوالے سے مکمل رہنمائی کی ہے، چنانچہ فرمانِ نبوی ہے:

''لاَ يَحْكُمُ الحَاكِمُ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَهُوَ غَضْبَانٌ.'' (۱۵)

''قاضی غصہ کی حالت میں فیصلہ نہ کرے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

’’ فَإِذَا جَلَسَ بَيْنَ يَدَيْكَ الْخَصْمَانِ، فَلَا تَقْضِيَنَّ حَتّٰى تَسْمَعَ مِنَ الْآخَرِ. ‘‘[16]

’’جب دونوں فریق تمہارے سامنے بیٹھ جائیں تو اس وقت تک فیصلہ نہ کرنا جب تک دوسرے کی بات نہ سن لو۔‘‘

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متفرق فیصلے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں کئی فیصلے کیے۔ یہ تمام فیصلے مبنی برحق ہونے کے ساتھ ساتھ پوری اُمت کے لیے کئی اسباق لیے ہوئے تھے۔ ذیل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند فیصلے ذکر کیے جاتے ہیں:

❶ - نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی مخزوم کی عورت کا ہاتھ کاٹنے کا فیصلہ کیا، باوجود یہ کہ اس عورت کے حق میں کئی سفارشیں آئیں۔[17]

❷ - آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا کہ جو کوئی قتلِ خطا میں مارا جائے، اس کی دیت سو اونٹ ہوگی۔[18]

❸ - بچہ کے نسب کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا کہ بچہ کا نسب اپنی ماں کے شوہر سے ہی ثابت ہوگا۔[19]

❹ - آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قابلِ تقسیم چیزوں میں شرکاء کے درمیان شفعہ کا فیصلہ فرمایا۔[20]

خلاصہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ ہمارے لیے مشعلِ راہ ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کارخانۂ قدرت میں کام کرنے والے ہر شخص کے لیے اس کے میدان سے متعلق مکمل رہنمائی فرمائی ہے۔ موجودہ زمانے کے جج اور جرگہ و پنچایت کے فیصلہ کنندگان کے لیے یہ درس ہے کہ وہ اس منصب و ذمہ داری کو امانت سمجھیں، ان کے قلم کی جنبش کسی ظالم کا سر بھی قلم کرواسکتی ہے، اور مظلوم کے خلاف بھی استعمال ہوسکتی ہے، اس لیے قاضی کو بہت سنبھل کر رہنے کی ضرورت ہے۔ یہ بہت ہی نازک مرحلہ ہے، اسی لیے ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قاضی کے متعلق فرمایا: ’’جسے قاضی بنادیا گیا، وہ بغیر چھری کے ذبح کردیا گیا۔‘‘[21] بحیثیت مسلمان جج اور فیصل ایسے لوگوں کی ذمہ داری ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو سامنے رکھتے ہوئے فیصلہ کریں۔

حوالہ جات

۱-سنن ابن ماجة، باب في ذكر الخوارج.

۲-سورۃ النساء:۶۵

۳-ترجمہ بیان القرآن از حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

۴-سورۃ النساء: ۱۰۵۔

۵-ترجمہ بیان القرآن از حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

٦- أبو عبدالله، محمد بن سعد، الطبقات الكبرىٰ، ذكر هدم قريش الكعبة، ١١٧/ ١، ط: دار الكتب العلمية.

٧- البخاري، محمد بن إسماعيل، صحيح البخاري، كتاب الصلاة، باب التقاضي والملازمة في المسجد، رقم الحديث: ٤٥٧، ط: دار طوق النجاة.

٨- البخاري، محمد بن إسماعيل، صحيح البخاري، كتاب المساقاة، باب سكر الأنهار، رقم الحديث: ٢٣٥٩، ط: دار طوق النجاة.

٩- الآلوسي، شهاب الدين محمود، تفسير روح المعاني، سورة النساء، الآية: ٦٥، ٩٥/ ٥، ط: مكتبه رشيديه.

١٠- القشيري، مسلم بن الحجاج، صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب وعيد من اقتطع حق مسلم بيمين فاجرة، رقم الحديث: ٢٠٠، ط: المكتبة الفاروقية.

١١- البخاري، محمد بن إسماعيل، صحيح البخاري، كتاب الصلح، باب إذا صلحوا على جور، رقم الحديث: ٢٦٩٥، ط: دار طوق النجاة.

١٢-البخاري، محمد بن إسماعيل، صحيح البخاري، كتاب الأحكام، باب كتاب الحاكم إلىٰ عماله، رقم الحديث: ٧١٩٢، ط: دار طوق النجاة.

١٣- النسائي، أحمد بن شعيب، كتاب الوصايا، باب قضاء الدين قبل الميراث، رقم الحديث: ٣٦٣٩، ط: دار المعرفة.

١٤- الترمذي، محمد بن عيسىٰ، سنن الترمذي، أبواب الأحكام، باب ما جاء في التشديد على من يقضى له بشيء، رقم الحديث: ١٣٣٩، ط: دار الغرب الإسلامي.

١٥-الترمذي، محمد بن عيسىٰ، سنن الترمذي، أبواب الأحكام، باب ما جاء القاضي لا يقضي وهو غضبان، رقم الحديث: ١٣٣٤، ط: دار الغرب الإسلامي.

١٦- السجستاني، سليمان بن أشعث، سنن أبي داود، كتاب الأقضية، باب كيف القضاء، رقم الحديث: ٣٥٨٢، ط: دار المعرفة.

١٧- الترمذي، محمد بن عيسىٰ، سنن الترمذي، أبواب الحدود، باب ما جاء في كراهية أن يشفع في الحدود، رقم الحديث: ١٤٣٠، ط: دار الغرب الإسلامي.

١٨-السجستاني، سليمان بن أشعث، سنن أبي داود، كتاب الديات، باب الدية كم هي، رقم الحديث: ٤٥٤٣، ط: دار المعرفة.

١٩- البخاري، محمد بن إسماعيل، صحيح البخاري، كتاب الفرائض، باب الولد للفراش، رقم الحديث: ٦٧٤٩، ط: دار طوق النجاة.

٢٠- الترمذي، محمد بن عيسىٰ، سنن الترمذي، أبواب الحدود، باب ما جاء في الشفعة، رقم الحديث:١٣٦٨، ط: دار الغرب الإسلامي.

٢١-السجستاني، سليمان بن أشعث، سنن أبي داود، كتاب الأقضية، باب في طلب القضاء، رقم الحديث: ٣٥٧٤، ط: دار المعرفة.

..... ❁ ..... ❁ ..... ❁ .....